

کرنے کیلئے کراچی میں جمع کیا۔ اس آل پارٹیز کانفرنس کے میزبان اور صدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ تھے۔ آپ نے ان تازہ منفی اقدامات اور حکومتی لیت و لعل کا جائزہ لینے کے لئے جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمن اور جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد صاحب کے علاوہ دیگر تنظیموں کے سربراہوں کو اکٹھا کیا۔ ان تمام رہنماؤں نے دینی حمیت اور عوامی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے حکومت اور بیٹوں پر یہ واضح کیا کہ ہم تمہارے روایتی دین و دشمن، خدمات کو اب مزید برداشت نہیں کریں گے اور سودی نظام کو ملک میں مزید چلنے نہیں دیں گے۔

ہماری سپریم کورٹ آف پاکستان سے بھی یہی گزارش ہے کہ وہ اپنے فیصلے پر قائم رہے اور اس نئی درخواست کو مسترد کر کے حکومت اور بیٹوں کو واضح ہدایت دی جائے کہ کورٹ کے سابقہ فیصلے پر ہر حال میں یکم اپریل سے عمل درآمد کیا جائے۔ اگر خدا نخواستہ کورٹ نے حکومتی دباؤ میں آکر اپنے سابقہ فیصلے پر نظر ثانی کی تو اس سے اس کی رہی سہی ساکھ بھی متاثر ہوگی۔ کیونکہ ملک میں عدلیہ اور سپریم کورٹ کا کردار کئی حوالوں سے مجروح ہوا ہے۔ البتہ سود کے بارے میں سپریم کورٹ کے فیصلے سے اس کی کھوئی ہوئی ساکھ اور عزت حال ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ہم امید کرتے ہیں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اللہ کے قانون کی حاکمیت کو ہی مقدم رکھتے ہوئے دو قومی نظریہ اور پاکستانی مسلمانوں کے جذبات کا ہر حال میں پاس رکھے گی۔

مرد قلندر مولانا عبدالستار خان نیازی کی رحلت

کرو کج جبین پہ سر کفن میرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرور عشق کا بائیں پس مرگ ہم نے بھلا دیا

بلاخر مولانا عبدالستار خان نیازی بھی ہمیں دار مفارقت دے گئے۔ مولانا مرحوم ہمارے اس قافلے کے آخری مسافر تھے جن میں تہذیب و شرافت، دیانت و امانت، دینی حمیت اور ملی غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مولانا مرحوم کی شکل میں ایک تاریخ ساز شخصیت ہمارے درمیان موجود تھی۔ مولانا کی جدائی نے ملک کے سیاسی اور قومی غلاء میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ آپ نے اپنی شخصیت پر ساری عمر کسی قسم کا داغ و دھبہ لگنے نہیں دیا۔ عمر بھر جیسے بھی تو شان سے جیسے بڑے سے بڑے آمر و جبار، حکمران اور روایتی جاگیرداروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مرے بھی تو اس شان سے مرے کہ ورثے اور میراث میں صرف چار چوڑے کپڑوں اور کتابوں کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔

ع بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا
ہمارے ملکی سیاست کے اعتبار سے مولانا مرحوم کی زندگی اور موت

دونوں ہی درس عبرت و نصیحت ہے۔ آپ کی زندگی کے تمام پہلو اتنے روشن اور تاناک ہیں کہ اس پر مزید روشنی ڈالنا سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہوگا۔ آپ کی جدوجہد ملک و دین کے لئے خدمات بھی روز روشن کی طرح واضح اور پاکستان کی تاریخ کا زرین باب ہیں۔ ہر قومی ورثہ، نئی تحریک میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا، خصوصاً جنرل ایوب اور ذوالفقار علی بھٹو کے آمرانہ ادوار میں آپ کے مجاہدانہ رد و گرفتار کو جو پذیرائی ملی وہ بھی ایک ریکارڈ ہے۔ اگرچہ آپ بریلوی ملتب فکر کے چوٹی کے رہنما اور پیشوا تھے لیکن اعتدال اور میانہ روی جس قدر آپ میں تھی اس کی نظیر الاما شاء اللہ دوسرے حضرات میں سے ملتی ہے۔ کبھی مسلحی شبن آپ کے خوبصورت ماتھے پر نمودار نہ ہو سکی اور نہ کبھی آپ کے کشادہ دل میں تعصب کو جگہ مل سکی۔ جمعیت علمائے اسلام جو مسلک دیوبند سے وابستہ سیاسی جماعت ہے نے جب بھی کسی دینی مسئلے یا قومی امور میں آپ سے تائید مانگی تو مولانا نیازی نے بھرپور معاونت سے نوازا۔ جیسے پارلیمنٹ میں شریعت پل کی حمایت اور عوام میں اس کی پذیرائی کے لئے جدوجہد کرنا متحدہ علماء کو نسل، ملی یکجہتی کو نسل، دفاع افغانستان کو نسل جیسی تمام تحریکات اور نکات پر آپ نے ہماری بھرپور سرپرستی فرمائی۔ پھر آپ کا یہ بھی امتیاز کہ وصف رہا کہ دیگر تمام مسلکوں سے وابستہ افراد اور تنظیموں میں آپ ہی وہ پہلے فرد واحد تھے جنہوں نے تحریک طالبان افغانستان کی مکمل تائید و حمایت کی۔ فتح کابل کے دوسرے روز یہاں جامعہ حقانیہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا مرحوم باوجود ضعف کے یہاں تشریف لائے اور مہنگ دہل تحریک طالبان کی حمایت میں ایک یادگار خطاب کیا۔ پھر اس کے بعد آخر دم تک آپ طالبان کے نفاذ اسلام کے حق میں رطب اللسان رہے۔

آپ عمر بھر مجرور رہے لیکن قومی اور ملی خدمات میں ایسے منہمک رہے کہ بس اسی سے آخر دم تک نباہ کئے رکھا۔ بہر حال آپ ایک مرد قلندر تھے۔ حق گوئی اور حق شعاری آپ کا نمایاں وصف رہا۔ آپ نہ صرف ایک بے باک و دہنگ شخصیت کے مالک تھے بلکہ آپ کی شیر جیسی گرجدار صوت و آہنگ سے پارلیمنٹ اور باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا رہتا اور اس کے ساتھ غضب کی طویل القامتی وجاہت اور خوبصورتی نے آپ کی شخصیت کو اور بھی نکھار رکھا تھا، دستار کا مخصوص شملہ بھی آپ کا خصوصی طرہ امتیاز رہا۔ جسکی عظمت اور حرمت کا بھرم آپ نے آخر دم تک قائم و دائم رکھا۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو تم ڈھونڈنے لکھو گے مگر پانہ سکو گے۔
قومی منظر سے آپ کے قد کاٹھ اور عظیم کارناموں والی شخصیت کا اٹھ جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی میوزیم سے اسکی معروف اور مرکزی نادر چیز غائب کر دی جائے۔ خداوند سے دعا ہے کہ خلد بریں کا یہ مسافر عرش کے سایہ تلے سکون اور راحت سے رہے۔ (امین)